

۲۴۲
۸۸۸
المسیح والاسلام
۳۳/

۶۶۶

117
5/11

14
140
20-11-24
10/11
12/11

117
5/11

عظمیٰ سے جس نے اس کو ادا کیا اور اس کو اس کے دربار میں
 پہنچا کر اس کو وقفہ بہرہ دیا اور اس کو اس کے دربار میں

IN MEMORY

OF
 ۸۸۸۶ ۱۳۶۴

THE CORONATION

OF

His. Most. Excellent Majesty.

George The Fifth
 King

EMPEROR OF INDIA

امپریٹ و کلاسلہ

مصنفہ

مجتہد العصر والزمان معین العلامہ ہندی جناب سید احمد رضا

مدظلہ العالی باہتمام داروغہ سید محمد رضا

پروڈیوٹر مطبعہ
 سید احمد رضا

محمد حسین

باجتہاد رضا
 و تصنیف
 سید احمد رضا

احوال مصنف

معین العلماء علامہ ہندی مولوی سید احمد صاحب مجتہد العصر ابن شمس العلماء مولوی سید ابراہیم صاحب
مجتہد مرحوم ابن فخر المدرسین ممتاز العلماء مولوی سید محمد تقی صاحب مجتہد مرحوم ابن سید العلماء مولوی سید حسین
مجتہد مرحوم ابن غفراناب مولوی سید دلدار علی صاحب مجتہد مرحوم جناب غفراناب اول وہ بزرگ ابن
جو محمد نواب آصف الدولہ بہادر شاہ اودھ میں ملک عراق عرب سے تحصیل علوم کر کے لکھنؤ تشریف
لائے اور مذہب شیعہ کی ترویج کی اور بادشاہ کے مشیر و ندیم قرار پائے عہد شاہان اودھ میں ہم ہاجرتی
شاہان اودھ کی اسی خاندان کے مجتہدوں کے ہاتھ سے ادا ہوتی تھی اور یہ خاندان خاندان اجتہاد
نام سے موسوم ہوا۔ تمام عدالتوں کے دیوانی و فوجداری و عدالت العالیہ ہائیکورٹ کے افسر و حاکم
اعلیٰ اس خاندان کے لوگ تھے اور شاہی مجتہد تھے۔ اور معزز خطاب اور شاہی معافیوں سے
سرفراز تھے۔ علاوہ اودھ کے تمام ملک ہندوستان کی شیعہ سپک اسی خاندان کی تقلید پر ہی ہمیشہ کرتا رہا
مولوی سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد مرحوم کو شاہ اودھ حضرت محمد واجد علی شاہ مرحوم نے۔
سید العلماء کا خطاب عطا کیا اور شاہ کچکلاہ و حضرت ناصر الدین شاہ مرحوم شاہ ایران نے طرہ
بین خاص طور پر ملاقات کر کے علاوہ گرانہا خلعت کے سلطان العلماء کا معزز خطاب عطا کیا۔
ہمیشہ خیر خواہ برٹش گورنمنٹ کے رہی اور اسکی وجہ سے خاص عزت کے مستحق ہوئے گورنمنٹ
فخیمہ نے شمس العلماء کا معزز خطاب عطا کیا اور حاضری عدالت دیوانی سے مستثنیٰ فرمایا اور
دربار خاص فہرست شاہزادگان میں نامزد کر کے گری عطا کی۔

مولوی سید احمد مصنف کتاب مثل اپنے بزرگوں کے وفادار رہا یا گورنمنٹ فخیمہ انگلشیہ کی بین
لکھنؤ میں ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ میں ولادت ہوئی اور علوم عقلیہ و نقلیہ کو اپنے خاندان کے
مجتہدوں سے تحصیل کیا کر بلائے معلیٰ ملک عراق عرب میں مشہور ہوا جا کر مجتہدین عراق سے
سندین حاصل کیں اور علماء عراق سے علامہ ہندی اور معین العلماء کے معزز خطاب حاصل کیے اور
اکثر علوم و فنون مشرقیہ میں تصانیف کیے۔

۱۹۱۰ء میں ہمراہ برٹش کانسل جنرل بہادر متعینہ بغداد و شیعہ شاہ اودھ کا انتظام کیا اور کانسل جنرل
بہادر کی خاص کمیٹی کی انیسویں ستمبر پر بعد اسی ہندوستان و لکھنؤ و انجمن یادگار علماء لکھنؤ کا انیسویں ستمبر پر کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً فلا تفرقوا

سب کے سب خدا کی رستی تھا مو تفرقہ نہ ڈالو

یہ مختصر جملہ اگرچہ اسلامی الہامی کتاب قرآن مجید کا ہی لیکن تم کسی مذہب کی خصوصیت سے نظر نہ کرو بلکہ یہ خیال کرو کہ کسی حکیم اور سچی ناصح کی نصیحت ہو۔ میں قرآن مجید سے اس آیت کو پیش کر کے اسلامی نیک منظر نہیں دکھانا چاہتا نہ محکوم اس موقع پر قرآن کی خوبیوں پر کسی کو فریفتہ کرنا منظور ہے۔ محکوم محض یہ دکھانا منظور ہے کہ دنیا میں سب سے بہتر اگر کوئی شے ہے وہ اتحاد ہے۔ اور سچا اتحاد اگر ممکن ہے تو مذہبی راہ سے۔

بودہ، ہندو، پارسی، موسائی، عیسائی، مسلمان، وغیرہ دیگر سیکڑوں مذہب ہیں اور سب مختلف ہیں مگر سب پر جب نظر کرو تو خدا کی مضبوط رستی تھامنے میں سب متحد ہیں اور ہر مذہب مدعی ہے کہ ہم اکی رستی کو تھامے ہوئے ہیں۔ موجودات دنیا میں کوئی ایسی شے نہیں ہے جس میں بلا اختلاف ایسا اتحاد ہو جیسا کہ خدا کے سامنے میں اسکی مضبوط رسی کے تھامنے میں ہے۔ یہ ثابت کرنا نہیں چاہتا کہ قرآن مجید خدا کی الہامی کتاب ہے۔ لیکن انھوں سے میری عقل یہ کہتی ہے کہ یہ فقرہ نوریت، انجیل، زبور، وید، و سائیر کسی کتاب کا بھی ہو یا کسی حکیم کا کہا ہو اہر حال میں یہ خدائی ارشاد ہونے کا مستحق ہے۔ بیشک یہ ایسی نصیحت ہے جس سے زیادہ مفید کوئی نصیحت نہیں ہو سکتی۔ یہ ایسی نڈا ہے جس کے سینے کے لیے بے ساقہ لڑکے کھڑے ہوتے ہیں۔

دنیا میں کسی چیز کے لیے اتفاق نہیں ہوا ہے اور نہ ہونے کی امید ہے اگر اتفاق و اتحاد ممکن ہے تو مذہبی پیر یہ ہیں۔

مجھ کو اس مقام پر ضرورت مذہب کھانا منظور نہیں ہے ہر مذہب والا مذہب کی ضرورت
 اس کے فوائد، منافع، کو جانتا ہی میرا مقصود اتنا ہے کہ اتحاد اگر ممکن ہے تو اسی رستے کے
 تھلنے میں اور وہی سچا اتحاد ہوگا علاوہ اس کے نام کے اتحاد ہوتے ہیں جب کبھی کسی
 قوم میں اتحاد ہوا ہے تو مذہبی راہ سے اور جب کبھی کسی کام کو اتحاد سے چاہا ہے تو مذہبی پیرایہ
 میں تاریخ عالم ہمارے دعویٰ کا بین ثبوت ہے۔ اسلام ہی پر نظر کرو اس مذہب میں
 مختلف اقوام ہیں مثلاً۔ ترک، عرب، تاتاری، فارس، افغانی، ہندوستانی، اہل ملایا،
 اور آفریقہ شامل ہیں۔ اگرچہ ادن کے پوٹیکل خیالات تجارتی اصول اور اوضاع و اطوار میں
 اختلاف ہی لیکن چند مقدس باتیں جو مذہب میں ہیں ہر ملک کے مسلمانوں میں یکساں
 ہیں یہ اتفاق رائے صرف مذہبی خیال کی وجہ سے اسی طرح سے ہر مذہب میں بہت سی اقوام
 شامل ہیں اور ہر قوم کے لوگ اخلاق اطوار اور منافع میں مختلف ہیں لیکن مذہب میں اپنے
 اپنے سب متفق ہیں۔ یورپین باشندے ہندوستانیوں کو کالا اور دیسی کہہ کر حقارت
 کی نظر ڈالتے ہیں لیکن ایک کرسمین جب مذہبی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے تو یورپ
 والوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔ ایک رئیس و مالدار جب غریب و مفلس پر نظر کرتا ہی
 تو حقارت سے دیکھتا ہے لیکن جب مذہب کا مقابلہ کرتا ہی تو اپنا دینی بھائی خیال
 کرتا ہے ضعتی، تجارتی، فوجی، علمی فرقہ، ایک دوسرے سے بالکل علحدہ ہوتے ہیں ادن کے
 مقاصد جدا، اغراض جدا، قابلیت جدا، علم جدا، ہر سب کے سب اگر متحد ہوتے
 ہیں تو وہ مذہب ہی ہے۔

تجارت کی حکومت تلوار کی حکومت، ضعت کی حکومت، علم کی حکومت یہ سب انسان کے
 ظاہری جسمی بناوٹ پر ہوتی ہے۔ البتہ مذہب کی حکومت روحانی حکومت ہے جو انسان
 کے دل پر ہوتی ہے کیا تاریخ میں وہ زمانہ نہیں پڑھا ہے جس میں کوئی مذہب
 نہ تھا ہر شخص مذہبی قید سے آزاد تھا۔ پھر اس حکومت کا کیا اثر تھا کوئی شخص کسی
 حکومت کے تابع رہنا نہ چاہتا تھا مذہبی قید سے آزادی بیشک دنیاوی حکومت
 سے آزادی کا پیش خیمہ ہے۔ پس جو ملک مذہبی ملک ہو اس میں مذہبی حقوق

کے لحاظ سے اتحاد مذہبی لازم ہے جیسے ہندوستان یہ نہ تجارتی ملک ہے نہ صنعتی بلکہ تمام توہین ہیوان کی مذہبی ہیں ان سے اتحاد مذہبی کی سخت ضرورت ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں الکی مذہب ایک ہی ہوگا اور یہ سیکڑوں لاکھوں مذہب ضرور جھوٹے ہونگے تاہم جھوٹا مذہب ہو یا سچا انسان کو ہلکی یا بھری ویسی ہی ضروری ہے جیسے انسانی زندگی کے واسطے روح کا بقا۔ مذہب کی یا بتدی بالقرآن اگر احکام الکی کے رد سے ضروری نہ سمجھی جاوے لیکن عقلی تقاضا ہرگز اس کی تردید کسی دلیل سے نہیں کر سکتا۔

پس اگر یہ سچ ہے کہ مذہب کی حکومت روحانی حکومت ہے اور انسان کے دلپر ہوتی ہے۔ اور یہ بھی اگر سچ ہے کہ خدا کی مضبوطی کے تھامنے میں ہر قوم متحد ہے۔ اور یہ بھی اگر سچ ہے کہ اتحاد کا مضبوط ذریعہ دنیا میں اگر کوئی ہے تو وہ مذہب ہے۔ ہر سہ امور مذکورہ کا صحیح نتیجہ یہی برآمد ہوگا کہ ”مذہبی اتحاد پیدا کرو“ سوال۔ کیا مذہبی اتحاد ممکن ہے۔

جواب۔ شیعہ پارٹی سچی اعتقاد سے اس سوال کا جواب دینے کے لیے تیار ہے شرق سے غرب تک جو بے شمار نکال ایک مذہب ہونے والا ہو اور ضرور اتحاد ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے ”قریب ہو کہ تم میں اور تمھارے دشمنوں میں خدا محبت کی راہ نکالے“ (سورہ ممتحنہ) اور میں نہایت زور کے ساتھ یہودی اور سچی مذاہب کو بھی اپنا ہم خیال ثابت کروں گا۔

شیعوں کا یہ انوکھا اعتقاد نہیں ہے بلکہ یہ اسی تعلیم ابراہیمی سے اخذ کیا ہے جسکی پیروی کا خدا نے مسلمانوں کو قرآن مجید میں حکم دیا ہے ”ضرورت پر لازم ہے نیک پیروی ابراہیم کی اور ان لوگوں کی جو ابراہیم کے ساتھی ہیں (سورہ ممتحنہ) وہ کون لوگ ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھی ہیں وہ سچی یہودی اور سچی مسیحی ہیں پس کیا وجہ ہے کہ یہ معزز پارٹیاں ہم سے مخالف ہوں۔ دیکھو پیدائش پلا اور دنیا کے سب گھرانے تجھ سے برکت پاویں گے۔

برکت دون گا کیونکہ میں تجھ اور تیری نسل کو یہ سب ملک دون گا اور میں اوس قسم کو جو میں نے تیرے باپ ابراہام سے کی ہے وفا کو دون گا (۴) اور میں تیری اولاد کو آسمان کے ستاروں کے مانند دائرہ کون گا اور یہ سب ملک تیری نسل کو دون گا اور زمین کی سب قومیں تیری نسل سے برکت پائیں گی۔ اس لیے کہ ابراہام نے میری آواز کو سنا اور میری تاکید کو میری قانون اور میری شرعون کو حفظ کیا۔

چونکہ برکت ابراہیمی نسل سے مخصوص ہے اسی بنا پر شیعہ پہلک نبوت اور وصایت کو ابراہیمی نسل میں منحصر سمجھتے ہیں اور کتاب الہی اور دانائی اور بڑے راج کا وارث ابراہیمی نسل کو تسلیم کیے ہوئے ہیں۔

کتاب کا ملنا نسل ابراہیمی پر منحصر ہے۔ حضرت اسحاق کی اولاد میں حضرت موسیٰ کو توریت دی گئی حضرت داؤد کو زبور حضرت عیسیٰ جو نانیہالی رشتہ سے نسل اسحاق سے ہیں انجیل عطا ہوئی۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ حضرت اسماعیل کی اولاد سے تھو اور ان کو قرآن مجید ملا۔ غیر نسل ابراہیمی میں سے کسی نے کتاب خدا نہیں پائی۔ دانائی و حکمت۔ ہنر و حکمت ناموسی اور پیغمبری دانائی سے زیادہ کوئی دانائی نہیں ہے وہ بھی اسی نسل میں منحصر ہے اسی وجہ سے شیعہ آئن حضرت کی وصایت کو نسل ابراہیمی سے مخصوص سمجھتے ہیں۔ بڑا راج۔ دنا موسیٰ اور ندی راج ہے۔ اس لیے کہ سلطنت ظاہری عضو کی ہی یعنی رعیت کی زمان اور ان کے ہاتھ پائون بادشاہ کے تابع ہوتے ہیں دل پر کچھ اختیار نہیں ہوتا اسی لیے ہر بادشاہ کی رعیت میں کچھ اوس کے باغی بھی ہوتے ہیں اور یہ جبری حکومت ہی جیسے لونڈی غلام پر ہوتی ہے اور غنیم اس راج کو داخل کر سکتا ہے اور اسکا مدار فوج اور خزانہ پر ہے کہ جو چھین سکتا ہے اور پرانا اور خراب ہو سکتا ہے اور ناموسی سلطنت دون کی سلطنت ہی جیسے دل بادشاہ سب اعضا کا ہے ویسی ہی یہ راج اوس راج کا بھی راجا ہی اس میں نہ فوج کی حاجت ہی نہ خزانہ کی اس کی فوج دل ہیں اسکا خزانہ ان کے پاک عقیدی کہ جنہیں زوال نہیں اوس کی ملک گیری ظلم و جور پر ہے اور اسکی انصاف اور محبت اور نیک چلنی پر۔ اسے کوئی غنیم نہیں چھین سکتا۔

دنیاوی سلطنت کا اثر بعد سلطنت کے نہیں رہتا اور مذہبی حکومت کا اثر بعد میں
 بھی رہتا ہے اور انجام میں کوئی سلطنت پختہ نہیں ہوتی بغیر شرکت مذہب کے جبکہ
 آغاز میں مذہب کی تائید کے لیے کیقدر ضرورت ظاہری سلطنت و حکومت کو ہوتی
 ہے اور اسی لیے دونوں میں ایک قسم کا تلازم ہے جسکی وجہ سے علی ابن ابیطالب
 علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ دین و دنیا جوڑوان بہنیں ہیں۔

اب دیکھو حضرت ابراہیم کی نسل کا بڑا راج آج تک مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال
 تک حاوی ہے بڑے بڑے شہنشاہ اولن کی ناموسی رعیت ہونے کا فخر رکھتے ہیں۔
 چنانچہ حضرت ابراہیم کی ایک بڑے تین شاخیں نکلی ہیں۔ ایک یحییٰ دی۔ کہ جو بڑی
 بڑی حکومتیں دین و دنیا کی کرچکے حضرت یوسف حضرت موسیٰ، حضرت یوشع، حضرت
 سلیمان وغیرہ اسی پاک نسل سے ہیں۔

دوسری شاخ عیش ہیں ان میں حضرت عیسیٰ کو باطنی ناموسی راج حاصل تھا اور
 حکمت کی پابندی سے جو ایک جز ابراہیمی تعلیم کا ہے آج بھی اس قوم میں سیاست
 مدن کا سکھ بٹھا ہوا ہے کل یورپ اور اکثر حبش کے ملک وغیرہ اسی تعلیم کے حلقہ
 بگوش ہیں۔ اور آخر زمانہ تک تمام عالم میں اسی قوم کی سلطنت رہے گی خیر تک
 اسی قوم کا زیر حکومت ہوگا۔

تیسری شاخ محمدی ہیں ان کی حرقیان تاریخوں میں بڑھو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وآلہ اور جناب امیر علیہ السلام کو ناموسی اور دنیوی سلطنتیں بھی تھیں بعد میں
 ان کی اولاد سے گیارہ امام مثل حضرت عیسیٰ باطنی ناموسی راج رکھتے تھے اور انھیں
 کی اولاد اس وقت تک اسلام کے ہر شعبہ میں سید کہلاتی ہے جس کے معنی سردار
 کے ہیں یہ سب نسل حضرت ابراہیم سے ہیں۔

اور ظاہری راج بھی انھیں پر ختم ہوگا۔ اگر بیبل کے رد سے تمام قومیں برکت پانے
 والی ہیں تو ضرور قوموں کی انتہائی حد میں بھی اسی نسل کا راج قائم ہوگا یعنی حضرت
 عیسیٰ کا نزول اور حضرت امام محمد مہدی عجل الشرف فرجہ کا ظہور۔

ثبوت دعوی

مرقس ۱۳ یسوع نے جواب میں انہیں کہنا شروع کیا ہوشیار رہو کہ تمہیں کوئی گمراہ نہ کرے (۶) کیونکہ پیشری میرا نام کے گمراہین گے اور کہیں گے کہ میں وہی ہوں اور بہتوں کو گمراہ کرینگے (۷) اور جب تم لڑائیوں اور لڑائیوں کی افواہیں سنو مت گھبراؤ کیونکہ ان چیزوں کا واقع ہونا ضروری ہے لیکن آخر بھی نہیں ہوگا (۸) کیونکہ قوم قوم پیدا اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھے گی اور کئی جگہوں میں زلزلے ہوں گے اور کال بڑینگے اور فساد اٹھینگے یہ مصیبتوں کا شروع ہے (۹) اور اس وقت اگر تمہیں کوئی کہے دیکھو مسیح یہاں یا دیکھو وہاں ہے تو یقین نہ لاؤ۔ (۱۰) کیونکہ جھوٹے مسیح یا جھوٹے نبی اٹھیں گے اور نشانیاں اور کرامات دکھلائیں گے کہ اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے (۱۱) پر تم خبردار رہو دیکھو میں نے تمہیں سب کچھ پہلے ہی کہہ دیا ہے (۱۲) اور ان دنوں میں اس تکلیف کے بعد سورج اندھیرا ہوگا اور چاند اپنی روشنی نہ دیگا اور آسمان سے ستارے گرین گے اور آسمان کی قوتیں ہلائی جاویں گی (۱۳) اور اس وقت ابن آدم کو بارہوں پر بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آتے دیکھیں گے (۱۴) اور اس وقت وہ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور اپنے برگزیدوں کو زمین کی حد سے آسمان کی حد تک چاروں طرف سے اکٹھے کرے گا۔ بے شک اسلامی حدیثوں میں لفظ بہ لفظ اس بشارت کا ذکر ہے یہی علامتیں آخری زمانہ کی اسلامی حدیثوں میں مذکور ہیں اور کچھ اس سے زائد ہیں ضرور ایک زمانہ آنے والا ہے جس کی یہ علامتیں ہیں اور اس وقت حضرت عیسیٰ کا نزول ہوگا اور نسل حضرت خلیل جلیل سے امام محمد مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور اس وقت تمام روس زمین پر ایک ہی مذہب ہوگا۔

مشرق مجید میں ہے اور زمین گے اور یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے گا اور تمام میں خدا کا دین ہوگا۔ (سورہ انفال)

خود کہ جب تمام روسی زمین پر نسل ابراہیمی کی سچی سلطنت دینی ہو دنیاوی ہوئے گی

اوس وقت خدا کا وعدہ حضرت ابراہیم سے پورا ہوگا۔ اسن اعتقاد میں موسائی، عیسائی، مسلمانوں میں اتفاق رہنا چاہیے اور نہایت سچو دل سے اوس وقت کا انتظار کرنا چاہیے۔ اور اس کا یقین رکھنا چاہیے کہ دنیا کا بڑا راج کسی غیر قوم کو بجز نسلِ براہیمی کے ہو ہی نہیں سکتا پس دوسروں سے اتحاد و اون کی خوش آمد ہم کو کس امید پر ہے خصوصاً اسلام کو جب وہ مذہبی طور پر سمجھے ہوئے ہر کہ بجز اسلامی اور عیسائی سلطنتوں کے کوئی سلطنت نہ ہوگی تو اس خیال پر لازم ہے کہ دونوں اپنے اتحادی رشتہ کو قوی کریں۔

پس اس سوال کا جواب۔ کیا مذہبی اتحاد ممکن ہے۔ براہیمی تعلیم سے بخوبی ہو گیا بلکہ ممکن ہو گیا ضروری ہونا ثابت ہوا۔

سوال۔ کیا اس وقت مذہبی اتحاد ممکن ہے۔

جواب۔ اگر اتحاد کلی ممکن نہیں ہے تو بیشک حکومتِ ابراہیمی کی رعایا (موسائی، عیسائی، مسلمانوں) میں ایسا اختلاف بھی نہ ہونا چاہیے جو اس وقت ہے تمام دنیا کے مذاہب سے اتحاد ممکن نہیں ہے اگر ممکن ہے تو انھیں تین شعبوں میں۔ اس لیے کہ یہ تینوں ایک باپ کے بیٹے ایک مذہب کے تین شعبہ، ایک خدا کے ماننے والے، ایک راہ پر چلنے والے ہیں جسکو مختصر الفاظ میں ہم ابھی آئندہ بیان کرتے ہیں۔ جب یہ حالت ہے تو کیا وجہ ہے کہ موجودہ اختلافات برطرف نہ ہو سکیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ موسائی، عیسائی، مسلمان، ایک مذہب ہو جائیں لیکن اتنا ضرور ممکن ہے کہ یہ نا اتفاقی بھی نہ رہنا چاہیے اگرچہ ہر شعبہ اس وقت زمین آسمان کی دیر می رکھتا ہے تاہم اس نسل کو اتنا گھٹنا چاہیے کہ ہم پہلو ایک دوسرے کے ہو جائیں اور غیر دیکھنے والے ان تینوں میں اتنا ہی فرق محسوس کر سکیں جتنا ایک باپ کے تین پیاری اولادوں میں ہوتا ہے۔

واعظہوا بکلم اللہ جمیعاً ولا تفرقوا

بھائیوں کیون علیحدہ علیحدہ منہ پھیرے بیٹھے ہو آؤ ہمسے تم سے یہ جدائی کسب تک ہے گی اور کیون ایسی عداوت پڑ گئی اور کیون ایسی بیگانگی ہو گئی کہ ایک دوسرے کو پہچانتا ہی نہیں نفرت سے دیکھتے ہیں باوجودیکہ مقاصد میں بھی ہمارے تمہارے فرق نہیں ہے۔

تم بھی خدا کی مضبوط رسی کو کھانتے ہو ہم بھی جو خدا تمہارا ہے اس پر ہم بھی ایمان لائے
ہیں جو انبیاء تم پر بھیجے گئے تھے اور پر ہم بھی ایمان لائے ہیں جو کتابیں تمہارے لیے
اور تاری گئی تھیں اور پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ ایمان بالکتاب، ایمان بالانبیاء
ایمان بالکتاب، اسی طرح سے رکھتے ہیں جس طرح سے تم کو حکم ہوا ہے اپنے نبی اور اپنی
کتاب پر بھی اوتنا ہی اعتقاد رکھتے ہیں اور انہیں معنوں میں نبی کو نبی اور کتاب کو
کتاب کہتے ہیں جن معنوں میں اور دن کو نبی کہتے ہیں یعنی یہودیت اور سچی مسیحیت کے
وہی ہی طرفدار ہیں جیسے اسلام کے پھر کیون اس قدر نا اتفاقی ہے جب خدا ایک
نبی ایک کتاب ایک ہے تو موسائی۔ عیسائی، اور محمدیوں میں کوئی تفرق نہ رہا اسی
وجہ سے قرآن مجید میں ہے "تحقیق یہ امت تمہاری ایک امت ہے اور میں تمہارا
رب ہوں پس پر ہیزگاری کرو۔ (سورہ مومن) ظاہر میں یہ تین شعبہ ہیں حقیقت
ایک ہیں۔

سوال ہوتا ہے۔ پھر نا اتفاقی کیوں ہے۔

جواب۔ غلط فہمیاں، بیجا تعصب، نفائیت ہے۔

اسلام کی پہلی اور ابتدائی تعلیم میں اہل کتاب کے ساتھ موانست و مودت و اتحاد بڑھانے
کے لیے ایک پیغام دیا تھا وہ پیغام کیا ہے۔

"اے اہل کتاب آؤ ایک سیدھی بات پر جو ہمارے تمہارے درمیان میں برابر ہے۔
اس پیغام کا کیا جواب ملا تو ریت کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوا۔

تو اپنے پڑوسی سے دغا بازی نہ کرو نہ اس سے کچھ چھین لے، تم حکومت میں بے
انصافی نہ کرو تو مسکین کی مسکینی پر نظر نہ کرو اور بزرگ کی بزرگی کے لیے عزت مت دی
بلکہ انصاف سے اپنے بھائی کی عدالت کرو، تو عیب جو دن کے مانند اپنی قوم میں آیا
جایا نہ کرو اور اپنے بھائی کے خون پر نہ کمر نہ باندھو میں خداوند ہوں + تو اپنے بھائی سے
بہتر اپنے دل میں نہ رکھو تو اپنے بھائی کو نصیحت کرو تاکہ تو اس کے سبب خطا دار نہ ٹھہرے
اور تو اپنی قوم کے فرزندوں سے بدامانتی اور نہ اوں کی طرف سے کینہ رکھو بلکہ تو اپنی

بھائی کو اپنے مانند پیار کریں خداوند ہوں (راجہ بابا) انجیل میں ہے نہ پھر میں تمہیں کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو جو تم پر لعنت کریں اور ان کے لیے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں اور ان کا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھ دیں اور تادین اور ان کے لیے دعا مانگو (رتی بابا)

سوال - باوجود ان ہدایتوں کے نفاق کیوں ہے -

جواب - غلط اوہام، بے اصل باتیں، ناحق کا شک، بے کار کی نفسانیت، ہیجا تو صبا، غلط خیالات کی آمیزش حقانی تعلیم میں -

سوال - کیا مذکورہ باتیں دفع ہو سکتی ہیں -

جواب - ہاں سچو دل سے کوشش کرو غلط خیالات کو سچی تعلیم سے علحدہ کرو - نفسانیت کو چھوڑو - اسلامی ہدایت ہو دے کوئی شخص نفس امارہ و نفسانیت کی بدی سے نہیں بچ سکتا مگر یہ کہ خدا او سپر رحم کرے (سورہ یوسف) عیسائیوں کی ایک دعا ہے -
 دے ہم کو نفسانی خواہشات کی طرف مت چلا - بلکہ ہم کو برائی سے بچا - خدا سے دعا کرو
 نفسانیت سے بچنے کی کوشش کرو -

اگر انسان نفسانی خواہشات کی طرف یہ خیال کرے کہ نہ دوڑے کہ ہم اور ان سے کہاں تک بچ سکتے ہیں بلکہ اور ان کا بہادرانہ مقابلہ کرے اور اگر وہ تمہارے راستہ میں آویں تو ان پر غالب آنے کی کوشش کرو لیکن نہ کبھی خود اور ان کی طرف راغب ہو نہ اور ان کو اجازت دو کہ وہ تمہیں اور ان کی طرف راغب کریں - اگر اس اصول پر سچی دل سے عمل کیا جاوے تو اتحاد کوئی دشوار نہ نہیں ہے زمانہ سابق تاریک زمانہ کہلاتا ہے یہ زمانہ نئی روشنی کا ہے قومیں تعلیم یافتہ اور تہذیب یافتہ ہو گئی ہیں اس وقت یہ پیغام دینا -

وہ اہل کتاب آؤ ایک سیدھی بات پر جو ہمارے تمہارے درمیان میں برابر ہے -
 ہمارے زیادہ ناکامی اور مایوسی تمہیں دلاتا ہے خود غرضی کو چھوڑو نفسانیت کو ترک کرو سچی دل سے وہ تدابیر سوچو جس سے اس پیغام میں کافی جواب پاؤ -

وہ غلط خیالات جن کی آمیزش سچی تعلیم میں ہو گئی ہے کون ہیں اور کیا ہیں تفصیل طلب

اگر حق کے طالب نہ ایاقت کے جو یا چار ہاتھ بٹاتے تو ہم قرآن و مہیل کو ملا کر دکھا
اور خیالات کو علوہ کر دیتے۔ اب مجبور ہیں۔

وہ انسانیات اور بی خیالات جوان قوسوں میں پھیل گئے ہیں اور کئی طرح پر ظہور میں آتے
ہیں اور ان کو ذکر کرتے ہیں (۱) عیسائی قوم مسلمانوں کو دیسی اور کالا آدمی کہنا نظر حقارت
سے دیکھتے ہیں جس سے مسلمان چڑھتے ہیں۔ حالانکہ کالا اور گورا دیسی اور ولایتی ہوتا
خود کوئی نہ فخر کی بات ہے نہ چڑھنے کی۔

ہر قوم ترقی اور تنزل کرتی رہی ہے جسکے اسباب ہوتے ہیں اور اکثر وہ اسباب اس خود کو
پیدا کردہ ہوتے ہیں انگریزوں کی قوم آج تعلیم میں اس قدر ترقی کر گئی ہے کچھ زمانہ پہلے وہ
بالکل وحشی تھے اس زمانہ کے مسلمان علم و تمدن میں اعلیٰ درجہ کی ترقی پر تھے۔ مسلمانوں
نے پانچ سو سال تک عیسائیوں کو تعلیم دی ہے انگریزی تاریخوں میں دیکھو اور ان کے یہاں
کیا حال تھا پیرس کی گلیوں اور مشرقیوں پر جو غلیظ چڑا رہتا تھا اس کا حال دریافت کرو
پادریوں کا یہ حال تھا کہ ہینوں اور ہفتوں تک کبھی نہ نہاتے تھے اگر اتفاقاً قیہ کوئی تیسرے
چوتھے مینے نہاتا تھا اسکو مسلمان کہا جاتا تھا جس وقت اٹلی کے باشندے مسلمانوں سے
عربی زبان کی تعلیم پا کر اپنے وطنوں کو واپس جلتے تھے تو پادری کہتے کہ شیطان ہو گیا، کافر
ہو گیا، مسلمان ہو گیا، اسی جرم میں بہت سے آدمیوں کو ملک سے جلا وطن کیا گیا۔ تاکہ انکی
فاسد عقائد کا اثر عیسائیوں پر نہ پڑنے پاوے۔

پہلے عرب میں اسلام نمودار ہوا اور ایسی ترقی کی سو برس میں وہی اسلام دریائے اٹلنگ
تک پہنچ گیا جو تھی صدی میں بخارا اور سمرقند پہنچا وہاں سے ہوتا ہوا ہندوستان
میں آیا۔ اسلام نے نہ صرف ملک گیری کی بلکہ علوم و فنون میں بھی حیرت خیز ترقی کی تھی
قرطبہ اور غرناطہ کے دارالعلوم اسلامی علمی ترقی کے یادگار ہیں۔ اسی طرح سے مسلمانوں کو
مالک محمد کے ہر بڑی چھوٹی بستی صفت و حریت کا مخزن تھی دنیا کا کوئی ملک ایسا نہ تھا
جو اسلامی صناعات اور تجارت کا باجگزار نہ ہو یورپ کے دوسرے ممالک کا تو کیا ذکر ہے۔
اسکیٹری اور نیو باکے دور و راز بریلی ملک میں بھی آج تک مسلمان سودا گردن کی

۱۳
اولو العزمی کے آثار پائے جاتے ہیں۔

غرض کہ تنزل اور ترقی ہر قوم کے لیے تاریخ عالم میں ہو چکی ہے اور جوگی نہ مسلمانوں کو
یہ فخر دیا ہے کہ اہل یورپ کے استاد ہیں نہ اہل یورپ کا یہ فخر دیا ہے کہ مسلمانوں
کے استاد ہیں۔

البتہ فخر کی بات ہے تو وہ ایک ہی ہے اور اصلی فخر اور سچائی و صداقت کی مبالغہات جس کی
روح متقاضی ہے اور سب نظر رکھنا چاہیے وہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ عیسائیوں پر تعلیم و تربیت
کا اگر احسان ہے تو انھیں کے بھائیوں (مسلمانوں) کا اور اب مسلمانوں کا کوئی استاد ہے
تو انھیں کے بھائی (عیسائی) نسل ابراہیمی کے دونوں فرزند تعلیم ابراہیمی کے دونوں شاگرد
ہیں سوائے ابراہیمی تعلیم کے کوئی کسی کا احسان مند نہیں ہے یہ سچا اور حقیقی فخر ہے اور
باقی غلط تفاخر ہیں۔

(۲) عیسائی اپنی نادانیت سے مسلمانوں سے اس بنا پر بدظنی رکھتے ہیں کہ کفار سے ٹرنا اور
اون کا خون بہانا ان کی شریعت میں جائز ہے یہ بھی ایک نہایت غلط فہمی اور نادانیت
کی بات ہے ہرگز شیعہ مذہب میں جہاد جائز نہیں ہے غیبت امام میں جہاد کی سخت ممانعت
ہے قتل نفس و لواط و ننگا ایک سخت حرام کام ہے فتنہ و فساد کو سخت شرارت اور نفرتی کام
بتایا ہے قرآن مجید میں ہے دو فتنہ و فساد قتل سے بڑھ کر ہے (سورہ بقرہ) تمام شیعہ فقہی کتابوں
غیبت امام میں جہاد کی ناجوازی کو سخت الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ہم یہاں چند کتابوں
کے محض نام پر اکتفا کرتے ہیں طول کے خیال سے ادن کی عبارتوں کو ترک کرتے ہیں

کتاب نہایہ مصنفہ شیخ طوسی رحمہ اللہ المتوفی ۷۴۸ھ ہجری

کتاب غنیۃ مصنفہ قاضی ابن زہرہ رحمۃ اللہ المتوفی ۵۸۵ھ ہجری

کتاب مبسوط مصنفہ شیخ طوسی رحمہ اللہ المتوفی ۷۴۸ھ ہجری

کتاب سراپر مصنفہ ابن ادریس حلی عجل رحمہ اللہ المتوفی ۵۹۸ھ ہجری

کتاب شرایع الاسلام مصنفہ محقق نجم الدین ابوالقاسم قمی رحمہ اللہ المتوفی ۷۶۷ھ ہجری

کتاب مختصر النافع مصنفہ محقق نجم الدین ابوالقاسم قمی رحمہ اللہ المتوفی ۷۶۷ھ ہجری

کتاب تحریر الاحکام مصنف علامہ علی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۶۶ھ

کتاب ریاض المسائل مصنف سید علی طباطبائی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۳۱ھ ہجری

کتاب جہاد الکلام مصنف شیخ محمد حسن نجفی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۹۸ھ ہجری

کتاب تذکرۃ الفقہاء مصنف علامہ علی المتوفی ۱۲۶۶ھ ہجری

کتاب زبدہ مصنف مقدس اردبیلی رحمۃ اللہ المتوفی ۹۹۳ھ

کتاب وسائل الشیعہ مصنف شیخ حر عاملی رحمہ اللہ المتوفی ۱۴۰۹ھ

کتاب بحار الانوار مصنف علامہ محمد تقی مجلسی رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۱۱ھ ہجری

کتاب لمعہ و مشقیہ مصنف شہید اول رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۶۶ھ ہجری

کتاب روضہ بیہ شرح لمعہ مصنف شہید ثانی رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۶۶ھ ہجری

یہ سب نہایت معتبر و مستند مذہب شیعہ کی کتابیں ہیں جن پر مدار مذہب شیعہ کا ہے۔

ان سب میں کفار و جہاد کی غیبت امامین سخت ممانعت ہے حتیٰ کہ اکثر مذہبی فقہی کتابیں

بجست جہاد سے خالی ہیں جس میں احکام تک کو غیر ضروری سمجھ کر ترک کر دیا ہے مثل کتاب

من لایحضرہ الفقیہ مصنف شیخ صدوق رحمہ اللہ المتوفی ۳۳۱ھ ہجری کے اور انھیں کی

پیروی میں بعض دیگر علماء نے ترک کیا ہے چنانچہ ملاحسن کا شانی رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۹۹ھ

کتاب مفاتیح بحث حدود میں لکھتے ہیں ”جہاد جو اسلام کی دعوت کی غرض سے ہوتا

ہے اس میں شرط ہے کہ خاص طور پر امام کی اجازت ہو پس زمانہ غیبت امام میں جہاد

ساقط ہے اس لیے ہم نے اس کتاب میں اس کے احکام کا بھی ذکر نہیں کیا اور

موافقت کی صدق کی جیسا کہ انھوں نے بھی اپنی کتاب میں لایحضرہ الفقیہ میں

اس بحث کو ترک کر دیا ہے۔“

جس طرح سے بہت سی حدیثیں ائمہ علیہم السلام سے حرمت جہاد میں وارد ہوئی ہیں چند

حدیثیں استقام پر ہم درج کرتے ہیں۔

(پہلی حدیث) کتاب کافی مصنف شیخ کلینی المتوفی ۳۲۸ھ میں امام جعفر صادق علیہ السلام نقل

کی ہے ”بشیر وہاں نے امام جعفر صادق سے عرض کی میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ سے

عرض کر رہا ہوں کہ مقامہ اور محاربہ کسی کے ہمراہ بجز امام کے ہمراہی کے مثل مردار و خون
و گوشت خوک کے حرام ہے تو آپ نے فرمایا ہاں ایسی طرح کہ ہی۔ جب یہ خواب بیان
کر چکا تو حضرت نے فرمایا دوبارہ مکرر ہاں ایسا ہی ہے۔

دوسری حدیث (اسی کتاب میں ہے) عبد اللہ ابن مغیرہ کہتے ہیں میرے سامنے محمد
ابن عبد اللہ نے خدمت امام رضا علیہ السلام میں عرض کی کہ بزرگوں میں سے میری کیسے
کسی امام سے عرض کی کہ ہماری شہر میں ایک قلعہ ہے کہ اسے قزوین کہتے ہیں اور ایک
دشمن ہے جس کا لقب دلیم ہے بس آیا جہاد یا قلعہ بندی کی اجازت ہوتی ہے فرمایا
تھیں حج کرنا خانہ کعبہ کا کافی ہے مسائل نے دوبارہ پھر سوال کیا امام نے یہی جواب
دیا اور فرمایا تھیں یہ پسند نہیں ہے کہ اپنے گھر میں بیٹھے رہو اور جو کچھ تھیں خدا نے دیا
ہے وہ اہل و عیال میں صرف کرو اور منتظر رہو ہمارے حکم کے پس اگر خوش نصیبی سے
یہ سعادت حاصل کرو تو یہ مثل اسکی ہو کہ جسے ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
جہاد بدر میں شرکت کی اور اگر انتظار ہی میں وفات ہو تو وہ مثل اس شخص کے
ہوگا جو ہمراہ امام عصر جہاد کرے۔ حضرت نے یہ سن کر فرمایا سچ کہا تجھ سے اور یہ کلام
بہت درست و صحیح ہے۔

(تیسری حدیث) اسی کتاب میں ہے فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہم اہلبیت
میں سے آج کل جو جہاد کے واسطے نکلتے ہیں وہ تم لوگوں کو کیا کہہ کر شریک کہتے ہیں یہی
کہتے ہیں کہ تم لوگ اہلبیت نبی کی اعانت کرو گے اور خوشنود کرو۔ لیکن ہم تم کو گواہ کرتے
ہیں کہ ہم ایسے شخص سے خوش نہیں اور وہ شخص سراسر ہماری نافرمانی کرتا ہے اور ہمیں
کوئی اس کا شریک حال نہیں جب جھنڈے جہاد کے بلند ہوں تو ہم میں سے کسی کا
قول دوبارہ جہاد نہ ماننا چاہیے بجز اس کے جس پر کل بنی فاطمہ کا اتفاق ہوا اور سب اس کے
ہمراہ ہوں گے قسم خدا کی کوئی تمہارا لاک و حاکم نہیں ہے مگر یہی شخص جس کا اتفاق
ہو گا ماہ رجب میں پس تم بھی اس کے شریک ہونا خدا کے نام سے ماہ شعبان تک
اگر اون کے شریک نہ ہو تو کچھ قیامت نہیں اور اگر یہ قصد ہو کہ ماہ رمضان کے روزے

اپنے گھر میں رکھ کر بعد اس کے شکر امام عصر میں شریک ہو تو یہ امر دیا وہ باعث
قوت ہوگا تمہارے لیے انشاء اللہ اور کافی ہے تمہارے لیے علامات ظہور امام عصر میں
خروج کرنا سفیانی کا۔

(چوتھی حدیث) اسی کتاب میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اے سریر
خانہ نشینی اختیار کر اور اپنے مکان سے کبھی جدا نہ ہو اطمینان سے چپ چاپ بیٹھا رہتے ہو
کہ شب دروز ساکن رہیں پس یہ خبر تمہکی ملی کہ سفیانی نے خروج کیا اور سوت ہمارے
پاس آتا اگرچہ پیادہ یا ہو۔

(پانچویں حدیث) اسی کتاب میں ہے کہ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے کہ عیار اور
خاک اور نین پر گرتی ہے جو اُسے اور اُتاتے ہیں ہلاک ہوے وہ لوگ جو جلدی کرتے
ہیں جہاد میں اُسے ابوالمہنف وہ نہیں جانتے کہ یہ ضرور ہونے والا ہے کیا تو نہیں
دیکھتا کہ قوم خدا کی راہ میں صبر کریں خدا اُن کے لیے فرحت و خوشی نہ قرار دے
خدا کی خدا اُن کو ضرور خوش کرے گا۔ یعنی اگر جہاد میں خوشی ہے تو وہ بھی ہوگی جب
حضرت عیسیٰ اور حضرت امام عصر کا ظہور ہوگا۔

(چھٹی حدیث) کتاب وسائل الشیعہ مصنفہ شیخ حر عاملی المتوفی ۱۴۱۱ھ ہجری میں ہے۔
فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ عبدالملاک کیا وجہ ہے تو جہاد کے لیے اوس طرف
نہ گیا جہاد تیرے اہل شہر برابر جا رہے ہیں عبدالملاک نے عرض کی کس طرف فرمایا جہاد
عبادان بھیسہ۔ قرین کی جانب۔ عبدالملاک نے عرض کی نقطہ آپ کے حکم کا انتظار
ہے اوس آپ کی پیروی منظور ہے فرمایا۔ ان قسم بخدا اگر جہاد میں کچھ نیکی ہوتی تو کیا بجا
تھی اُن لوگوں کی جو ہم پر سبقت لے جاتے بلکہ سب سے پہلے ہمیں اوسکو بجالاتے۔

(ساتویں حدیث) کتاب علل الشرائع مصنفہ شیخ صدوق المتوفی ۱۳۱۱ھ ہجری میں ہے۔
فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ ارشاد کیا جناب امیر نے کوئی مسلمان ایسا نہیں
جو جہاد کو ہمراہ اوس شخص کے جاوے کہ جو حکم خدا پر ایمان نہ لایا ہو اور غنیمت میں حکم الہی
ہماری نہ کرے مگر کہ اس حالت میں اگر وہ مرجاوے تو وہ معین ہوا ہمارے دشمن کا

ہمارے حق میں اور شریک ہوگا ہماری خون میں اور کافر و جاہل مرے گا۔
 (آٹھویں حدیث) کتاب نضال مصنف شیخ صدوق المتوفی ۳۸۰ ہجری میں ہے۔
 فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے جہاد واجب ہوتا ہے ہمراہ امام علیہ السلام
 کے اور جو شخص کہ حفاظت کرے مال کی اور اس حالت میں مار ڈالا جاوے تو وہ
 بھی شہید و ن میں داخل ہوگا۔

(نویں حدیث) امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا بخدا ہم میں سے کوئی خروج
 نہ کرے گا جہاد کے لیے قبل ظہور امام عصر مگر یہ کہ مثال اوسکی بجے پرند کی ہوگی
 جو قبل پر پرزہ نکلنے کے اپنے آشیانہ سے نکل پڑے اور نہ کے اور لڑکوں کے ہاتھ
 لگ جاوے وہ اسے اپنے ہاتھوں میں لیکر مل دل ڈالیں۔

(دسویں حدیث) فضل کاتب کہتے ہیں کہ خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر
 تھا حضرت کے پاس ابوسلم خط لیکر آیا حضرت نے فرمایا میرے خط کا کوئی جواب نہیں
 ہے دور ہو میرے پاس سے خدا جلدی نہیں کرتا بند و ن کی جلدی کرنے سے
 ہاڑون کا اکھیر پھینکنا سہل ہے۔ اوس ملک و سلطنت کے زائل کرنے سے جس کی
 مدت ابھی باقی ہو راوی نے عرض کی فدا ہوں آپ پر سے کیا علامت ہے ہمارے
 اور آپ کے درمیان میں۔ فرمایا اے فضل حرکت نہ کرنا اپنے مقام سے تا اینکه۔
 خروج کرے سفیانی جب وہ خروج کرے تو متوجہ ہونا ہماری طرف تین مرتبہ
 حضرت نے یہی فرمایا۔ اور کہا کہ یہ وعدہ حتی ہے خدا کا کبھی اسکے خلاف واقع ہوگا۔
 (گیارہویں حدیث) ابوبصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں فرمایا
 اذن جناب نے جو نشان لڑائی کا بلند کیا جاوے قبل ظہور حضرت امام عصر
 وہ شخص جس نے یہ علم جہاد کا بلند کیا ہے مثل شیطان اور بت کے ہے کہ سوائے
 خدا کے اوس کی طاغوت و عبادت کیجاتی ہے۔

(بارہویں حدیث) علی بن فضال کہتے ہیں کہ میں خط عبدالمسلم بن نعیم اور عبدالمسلم
 اور اکثر شیعہ ان کے خطوط لے کر خدمت امام جعفر صادق علیہ السلام میں داخل ہوا

اوس زمانہ میں جب فرقہ سوردہ نے قبل خروج نبی عباس خروج کیا تھا اون
 خطہ دین لکھا تھا کہ ہم چاہتے ہیں کہ خلافت و سلطنت ظاہری آپ کو حاصل ہو ہم
 جہاد کر کے آپ کو بادشاہ کوین آپ کی کیا رائے ہے۔ حضرت نے وہ سب خط
 زمین پر پھینک دیے اور فرمایا اُت اور قُت ہے میں ان کا امام نہیں آیا یہ نہیں جانتی
 کہ نہ قتل کرے گا سفیانی کو مگر وہ امام۔ (یعنی امام محمد مہدیؑ)

(تیسرے صحابہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خوف خدا کرو اور نظر
 کرو اپنے نفسوں پر تمہیں زیادہ سزاوار ہو کہ نظر کرو اپنی جانب اگر تم میں سے
 کسی کے دو نفس ہونے ایک سے وہ جہاد کرتا اور دوسری نفس سے تو بہ کرتا تب
 بھی غنیمت تھا لیکن ایک ہی جان ہے اگر وہ جاتی رہی جہاد نا جائز میں تو پھر
 تو یہ کس سے کرے گا بلا تو بہ مرنے ہو گا۔

(چوتھے صحابہ) حضرت امیر علیہ السلام خطبہ میں اپنے فرماتے ہیں میں نے زمین گری
 ہو جاؤ اور صبر کرو بلا پر اور ہاتھ اور تار کو جھٹک نہ دو سوائے اپنی زبانوں کے
 اور جلدی نہ کرو اوس چیز کے ساتھ جس میں تعجیل تمہارے لیے خدا نے نہیں
 فرمائی پس جو تم میں سے مر جاوے اپنے فرش خواب پر اور اُسے موت ہو
 اپنے پروردگار کی اور حق رسول اور حق الہیت رسول کی تو وہ شہید ہے گا اور اجر
 اون کا جناب باری پر ہو گا اور مستحق اوس ثواب کا ہو گا جس عمل نیک کی اوسکو
 قتل ہے یعنی گویا اوس نے شمشیر ہمنہ ہاتھ میں لیکر جہاد کیا۔ خداوند کریم نے
 ہر چیز کے واسطے ایک بہت قرار دی ہے۔ یعنی مدت جہاد ظہور حضرت امام محمد مہدیؑ
 اور حضرت عیسیٰؑ ہے۔

علامہ ان حدیثوں کے بہت سی حدیثیں جہاد کی مانعت میں وارد ہوئی ہیں۔
 ہمارے اماموں نے بعد اوس خاتمہ کے لڑائی کے جو کر بلا کے فخل میں ہوئی اور
 اس میں امام حسین علیہ السلام نے چند ہزار بیون کو لیکر ہزار دن سے لڑ کر یہ
 شہید مٹا دیا کہ اولاد علی لڑنا نہیں جانتے بعد اس لڑائی کے پھر کوئی لڑائی نہ ہوئی

اور نہ ہم شیعوں کو لڑائی کا حکم دیا بلکہ سخت الفاظ میں ممانعت فرمائی۔ پس ہم شیعوں سے یہ بدگمانی سخت سخت دافر ہے۔ اور اسی مقام سے اس شبہ کی حقیقت بھی واضح ہو گئی جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کا مذہب ہے ہرگز ایسا نہیں مسلمانوں کے لیے تلوار کا استعمال سخت ممانعت ہے اور کبھی شیعوں میں مذہب کے واسطے تلوار کا استعمال نہیں ہوا البتہ حفاظت مذہب کے لیے ضرور تلوار کا استعمال لائی گئی کون ایسا ہے جو حفاظت خود اختیاری کو برا سمجھتا ہو آن حضرت کے جہاد اور بعد ان کے خاص نائبوں جناب امیر اور امام حسین علیہ السلام کے جہاد سب واسطے حفاظت خود اختیاری کے تھے خود کسی پر چڑھائی نہیں کی ان جب ستارے گئے تو مجبوراً تلوار کو استعمال میں لائے۔

(۳) عیسائی کہتے ہیں ہر شیعہ اپنی خواہ گاہ میں جب یثا ہے تو یہ سمجھ کر کہ صبح کو وقت میں اپنے امام مہدی کے ساتھ شریک ہو کر کافروں کو قتل کروں گا بے شک ہر شیعہ کو ضرور یہ خیال ہے اور کمال اشتیاق سے ان کو انتظار اپنے امام کے ظہور کا ہے اور یہ انتظاری بعینہ ویسی ہے جیسے یہودیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی اور عیسائیوں کو دوسرے بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بادشاہت کی اسی طرح پر مسلمان یقین کرنے ہیں کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ کے دوسرے مرتبہ دنیا میں آنے سے پہلے ایک امام زمین پر سچے مسلمانوں کو کافروں پر فتحیاب کرنے کے واسطے پیدا ہوں گے اوس وقت عیسائی موسائی پر منحصر نہیں ہے بلکہ جھوٹے مسلمان بھی کافروں کے ساتھ ہوں گے حضرت عیسیٰ بھی اوس وقت ہوں گے۔ کیا جھوٹی یودیت اور جھوٹی عیسائیت سے بھی حضرت عیسیٰ و حضرت موسیٰ خوش ہوں گے ہرگز نہیں اوس وقت کا انتظار عیسائیوں کو بھی سچے دل سے اسی طرح سے چاہے جس طرح سے شیعوں کو انتظار ہے۔

(۴) کہا جاتا ہے مسلمان کافروں کا مال کھا لینا حلال سمجھتے ہیں۔ یہ خیال بھی غلط

ہے ہر کافر کا مال حلال نہیں ہے نہ ہر حالت میں حلال ہے۔ وہ کفار جو
مسلمانوں کے دشمن ہوں اذیت رسائی کرتے ہوں مسلمانوں کی جان و مال کو
اپنے لیے حلال سمجھتے ہوں اور ان کا مال نے لینا جس میں حفظ آبرو اور حفظ جان
ہو جائز ہے۔ نہ عام کفار کو کس عیسائی سے لڑائی ہے کس سے اذیت پہنچتی
ہے کون ہماری جان و مال کا دشمن ہے کس کے مال کے کھالینے سے ہماری آبرو
بچ سکتی ہے جو ہماری طرف یہ شبہ کیا جاوے۔

کتاب من لا یحضرہ الفقیہہ مصنفہ شیخ صدوق المتوفی ۳۲۰ھ ہجری میں امام رضا علیہ السلام
سے مروی ہے روئے علی بن ابی حمزہ نے اون جناب سے دریافت کیا۔ میں کسی
یہودی یا نصرانی کا چار ہزار درم کا امین ہوں اب وہ مر گیا ہے میں چاہتا ہوں
اوس کے ورثہ کو پہنچا دوں لیکن نہیں جانتا کہ کتنے ورثہ رہیں پس کیا کروں۔
فرمایا جب تک تجھ کو بربور کا علم نہ ہو لے روپیہ کسی کو نہ دینا کلام نے
یہ نہیں فرمایا کہ کافر کا مال ہے تیرے لیے حلال ہے بلکہ یہودی اور نصرانیوں کی
امانتوں کا تحقیق کر کے ان کے ورثہ تک پہنچا دینا اسی طرح سے مسلمانوں
کے لیے لازم ہے جس طرح سے مسلمانوں کی امانت کا پہنچا دینا لازم ہے پس
مسلمانوں پر یہ سخت تہمت ہے۔

واعتصموا بحبل الشریعہ ولا تفرقوا

بھائیوں غلط اور اہم بے اصل باتیں، ناحق کا شک، بیکار کی نفسانیت اسے جا
نوعصب، دور کرونا کہ تفرقہ شے احد ایک ہو جاؤ خدا کی مضبوط رسی کو ہم تم مل کر
تھامیں تفرقہ اور پھوٹ سے کیا حاصل ہے اتحاد ایسی چیز نہیں جس کے فوائد
کسی کمزور دماغ میں بکلی کچھ نہ کچھ موجود نہ ہوں اتحاد ایک ایسی شے ہے جو
کسی سے بھی ٹیرا نہیں جارات سے بھی ایک وقت میں اتحاد کی خواہش ہوتی
ہے سر پر ایک ہماری پیچہ گرنے والا دیکھا کہ انسان کو بچنے کی خواہش ہوتی ہے
اوس وقت انسان ہی نہا کرتا ہے کاش اس وقت ہمارا سر بھی تھک رہا ہوتا

جو اس پتھر کی ضرب سے محفوظ رہتا جب غیر جنس سے اتحاد کی انسان کو طبعی خواہش ہے، تو عیسائیت و اسلام انسانیت کی راہ سے ایک جنس ہیں۔ مذہبی حیثیت سے بھی اسلام کو براہِ راست حصہ ملا ہے گویا ایک جسم کے دو ٹکڑے ہیں۔ دنیاوی حیثیت سے بھی خاص ہندوستانی مسلمانوں میں حاکم و محکوم ہونے کا رشتہ ہے مذکورہ بالا وجوہ سے اتحاد کی خواہش رکھنا کوئی ناموزون اور بے محل بات نہیں ہے۔

حاکم و محکوم کے تعلقات۔ بے شک ان تعلقات کی مثال روح اور جسم کی سی ہے اس سے بہتر کوئی دوسری مثال نہیں ہو سکتی جو روح کو جسم سے تعلق ہے ویسا ہی حاکم و محکوم میں تعلق ہوتا ہے جسم اپنی بقا میں جس طرح محتاج روح کا ہے اسی طرح رعایا کو اپنی بقا میں احتیاج حاکم کی ہونا چاہیے پھر حاکم بھی جبھی تک حاکم ہے جس وقت اس کی رعایا ہے ورنہ وہ کس پر حاکم ہے ایک عضو کو کاٹ کر پھینک دو بے شک وہ بے جان ہو کر عملِ شرجاء کا لیکن روح کی حکومت سے بھی باہر ہو جاوے گا اب روح کا وہ مطیع نہیں یا روح سے بیگانہ ہے اسی طرح سے سب اعضا کاٹ کر پھینک دو روح بے کار ہو جائے صرف ہو جاوے گی اب اس کو حاکم کہنا صحیح نہیں اسی طرح سے ایک شخص کا رعایا میں سے علیحدہ ہو کر دوسرے کی رعایا بن جاتا ہے شک اس حاکم کی حکومت سے ایک شخص کا کم ہو جاتا ہے۔ اس کا افسوس حاکم کو ویسا ہی ہونا چاہیے جیسے روح کو کسی عضو جسمانی کی حکومت سے نکل جانے سے ہوتا ہے۔ اور ویسی ہی روحانی اذیت اس حاکم کو ہونا چاہیے جیسے روح کو کسی عضو کے کاٹنے میں ہوتی ہے جب یہ اتحاد حاکم و محکوم میں ہونا چاہیے تو کیا وجہ ہے کہ اس وقت حاکم و محکوم میں اس قدر دوری ہو یا کوئی شریر اپنی شرارت سے اور بھی فرقوں کا باعث ہو۔

بیشک یہودیت و مسیحیت اسلام کے سوا کسی مذہب سے اتحاد نہیں کر سکتی سچا

اتحاد اور روحانی میل جول اپنے ہی رشتہ داروں سے ممکن ہے غیروں سے
 نہیں ہو سکتا نہ اون لوگوں سے جن سے اتحاد میں قلب مامیت لازم آوے
 کیا انسان پتھر ہو سکتا ہے۔ کیا پتھر انسان ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں دوسرے
 مذہبوں سے اتحاد ایسا ہی ہے بخلاف مسیحیت و اسلام۔ باپ بیٹا
 بھائی بھائی، جس طرح سے ایک ذات ہو سکتے ہیں اسی طرح سے اسلام و
 مسیحیت متحد ہو سکتے ہیں۔

اسلام دنیائیت میں ضرور اتحاد چاہیے مسلمانوں کو بسم اللہ تو تمہاری راحت
 زندگیانی آزادی مذہب کا انحصار موجودہ گورنمنٹ پر ہے جب تم کو مذہبی
 طور پر یقین دلایا جاتا ہے کہ زمانہ کی انتہائی حد میں تمام میں عیسائی مذہب کی
 حکومت ہوگی تو خدائی فشار کو تم بے یقین ہو سکتے رشتہ کو مضبوط کرو غیروں
 سے تمکو ہرگز امید نہ چاہیے جن سے کوئی ناتا نہیں اگر بالفرض غیر تم پر حاکم
 بھی ہوئے تو تم کو اون سے کیا امید ہے پولٹیکل سوشیل خیالات میں تمہاری
 کیونکر اتحاد ہوگا۔

اکبر کے تدابیر جب کارگر نہ ہوئے جس نے اپنی ہر دل غزیری سے ہندو مسلمان کو
 ایک کر دینا چاہا تھا لیکن سب محنتیں اوس کی بے فائدہ ثابت ہوئیں ہر وقت
 ہر لمحہ قح پانے پر تلوا رین پیام سے کچھ جاتی تھیں۔ پھر عالمگیری کی جاہلانہ تدابیر کا
 بھی کوئی اثر نہ ہوا جس نے جبریت مذہب میں داخل کرنے کا اصول جاری
 کیا تھا۔ تو اب وہ کون سی تدبیر باقی ہے جس سے تمکو آئندہ میل جول کی
 امید ہو۔ بجز اوس پر زور ہاتھ کے جس نے تمہارے اور تمہارے دشمنوں
 کے درمیان سنگل کا کام دیا ہر ایک کو اوسکی حد سے بڑھنے کی لیے ہمیشہ کے واسطے
 روک دیا۔ جس طرح سے عیسائی ہندوستان میں بیرونی اور غیر قوم میں تم سے
 بھی کوئی رشتہ نہیں ہے تم بھلی بیرونی ہو ہو شیار رہو جاگتے رہو خود غرضی
 کے اتحاد سے ہمیشہ بچتے رہو مسلمانوں یہ سمجھ لو ہندوستان تمہارے واسطے

ابھی تک دارالامان ہے قومی حقوق مذہبی حقوق اسی وقت تک پامالی سے
 بچ سکتے ہیں جب تک تم زیر حمایت انگریزی گورنمنٹ ہو ہر امر میں اس وقت
 تم کو آزادی حاصل ہے اپنے مذہبی فرائض کو بے کھٹکے ادا کرتے ہو جس قدر
 بلند آواز سے چاہو اذان دیتے ہو عام راستوں میں آزادی کے ساتھ اسی
 طرح سے دعا کہہ سکتے ہو جیسے عیسائی پادری کہتے ہیں۔ اور بلا خوف و خطر
 اون الزاموں کا جواب لکھتے ہو جو عیسائی پادری مذہب اسلام پر لگاتے ہیں
 اور مذہب عیسوی کے برخلاف کتابین بھی لکھ کر چھاپتے ہو عیسائیوں کو بلا
 کسی اندیشہ یا مزاحمت کے مسلمان بھی کر لیتے ہو۔

مسلمانوں کو اس وقت انگریزی عملداری کے ظل حمایت میں ویسی ہی آسائش
 ہے جیسے رسول اللہ کے عہد میں مسلمانوں کو سلطنت نجاشی میں آسائش ملی
 تھی ابتداء اشاعت اسلام میں اسلام ایسا ضعیف و مضحل تھا کہ مکہ میں صرف
 بنی ہاشم اوس کے قبول سے شریاب ہوئے تھے اور آن حضرت صلعم اپنے چچا
 ابو طالب کا سہارا ڈھونڈتی تھے پانچویں ہی سال ہجرت واقع ہوئی جہاں
 اون کو کفار سے تکلیف و اذیت پہنچتی تھی مکہ کو چھوڑا اور اپنے عزیز حضرت
 جعفر طیار اور دیگر مطیع لوگوں کو سلطنت ایسینیا جو اون دنوں ایک عیسائی سلطان نجاشی کے تحت
 حکومت میں تھی جا رہے پر مجبور ہوئے ایسینیا میں ان مہائون کی مہمانداری بخوبی ہوئی اور چند
 کفار قریش نے چاہا کہ نجاشی اپنے ملک اور کمونکال دین مگر نجاشی نے نہ مانی دوسرا سال یعنی ہجرت کے چوتھے
 سال مکہ میں مسلمانوں کو دینی اذیت پہنچی اوس وقت ایک دربارگرہ نکل کھڑا ہوا یہ گروہ سابق
 سے زیادہ تھا یہ بھی ایسینیا میں جا کر مسکن گزین ہوئی اور اکثر اون میں
 کے اسلام کے غلبہ کے بعد تک اسی سلطنت میں رہے خیبر کی مہم جو ساتویں
 سال ہجرت سے واقع ہوئی تھی آکر ملے اور اسی کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔
 ودا لبثہ پاؤ گے تم سخت دشمن مومنوں کا اون لوگوں کو جو یہودی ہیں۔ یا وہ
 لوگ جو مشرک ہیں۔ البتہ تم پاؤ گے مومنوں کا دوست اون لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں

اور کہتے ہیں کہ ہم نصارا ہیں یہ اس وجہ سے ہے کہ اون میں پادری ہیں اور
 درویش ہیں اور تحقیق کہ وہ لوگ زیادہ گھنڈ کرنے والے نہیں ہیں "سورہ بقرہ
 جس طرح سے ایک گروہ مہاجر نے زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ میں عیسائی
 حکومت میں امن و امان اور نہایت آسائش سے بسر کی بے شک اوس طرح سے
 اس زمانہ میں یہ ملک ہندوستان مسلمانوں کے لیے جائے امن ہے اور مذہب اسلام
 کی طرح سے مانع و فساداری سرکار نہیں ہے۔

حدیث میں ہے "جس نے اپنے عمن انسان کا شکر یہ ادا نہیں کیا اوس نے شکر
 خدا نہیں کیا" کسی مذہب کا ہوشیہ مذہب میں شکر گزاری اوسکی فرض ہے۔
 بس شیعہ ہرگز اون احسانات کو نہیں بھول سکتے جو اون پر عیسائی حکومت
 نے کیے ہیں۔

(۱) سلطان بختیاری کی ہمدردی اور مہمان نوازی جس کی مفصل کیفیت کتب
 تواریخ میں دیکھو۔

(۲) شہنشاہ قسطنطنیہ ہراکیوس کا سفیر اسلام کی تعلیم و توجہ کرنا۔

(۳) روقہ بن زونل کا ایمان لانا۔

(۴) بحیرایا سرزمین راہب کا اظہار اخلاص مندی کرنا۔

(۵) قوم بنی نجران کا روز مباہلہ رسول اور اہلبیت رسول کی کمال عظمت کرنا
 اور مباہلہ چھوڑ کر چلا جانا۔

(۶) حارث شاہ دمشق کا قرآن کی فصاحت پر ایمان لانا۔

(۷) بعد شہادت امام حسین علیہ السلام سر اوس امام مظلوم کا بکمال بے ادبی دربار
 یزید میں دھوا تھا اور ہاتھ میں اوس کے ایک چھڑی تھی جس سے لب و
 دندان حسین سے بے ادبی کر رہا تھا اوس وقت صفیر شاہ روم جو نصرانی تھا یہ
 تو ان نہ دیکھ سکا اور بھرے دربار میں یزید پر نفرین کی۔

(۸) جب سر امام حسین فریب ایک گرجا کے پوچھا ہے تو ایک عابد نصرانی نے

اوس سر مقدس کو ایک شب کے واسطے دس ہزار دینار دے کر حاصل کیا اور پانی سے خاک و خون دھو کر خوشبو لگائی اور شب بھر اوس گرجا میں بیٹھ کر مصائب امام حسین پر گریہ کیا اور مظلوم کے اہلبیت کی خدمتگزاری کی جن کا مسلمانوں میں کوئی خبر گیران نہ تھا۔

۱۰) زمانہ قتل امام حسینؑ میں مملکت روم میں ایک گرجا میں پتھر پر ایک شوکت رہ تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ امت قتل امام حسین کر کے روز قیامت میں اون کے نانا سے شفاعت کی کیا امید داری کر سکتی ہے۔

۱۱) جب سر امام حسینؑ مع دیگر سر ہائے شہداء اور اسیران اہلبیت کے شہر مکریت میں وارد ہوا اور اہل شام نے خوشی اور عید منائی اوس وقت بھی مغز عیسائیوں نے ان جھوٹے مسلمانوں کو نصرت کی اور اسیران اہلبیت کی سفارش کی۔ سابق زمانہ کی یہ دوستیان کیا مرتے دم تک بھولیں گی ہرگز نہیں؟۔

اور اب بھی شیعوں سے مثل سابق عیسائیوں کا وہی برتاؤ ہے۔ ہکو تعلیم دی، مذہبی آزادی دی، دوسروں سے حفاظت کی مثل اپنے عزت دی، ایسی گورنمنٹ کی یہی نیکو گزاری ہے کہ اوس سے وفاداری کی جاوے۔

شیعہ مذہب کے سوا کوئی قوم ایسی نہیں جو مذہبی طور پر عیسائیوں کا ساتھ دینے والی ہو اسلام صلی وہ مذہب ہے جس نے ہمیشہ عیسائیت کا ساتھ دیا ہے اور یہی وہ مذہب ہے آج تک وفاداری سے عیسائیت کا ساتھ دے رہا ہے۔

یہ ظاہر ہے جس مذہب میں تلوار اٹھانی حرام و ناجائز ہو وہ کیوں نہ وفادار ہوگا جو مذہب نہایت صبر و تحمل سے بڑی بڑی مصیبتیں اور ظلموں اور نا انصافیوں کا سکوت سے مقابلہ کرتا رہا ہو اور کبھی کسی ظلم پر اوس مظلوم پارٹی نے حکومت کی خواہش نہ کی ہو نہ حکومت ملنے پر کسی ظلم کا بدلہ لیا ہو۔ اون کا قتل عام ہوا ہو۔ اون کے خون سے عمارتوں میں کام لیا گیا ہو، اون کے بچے ماری گئے ہوں، زندہ دلوں میں چھپ گئے ہوں، عورتیں قید کی گئی ہوں،

مال ضبط کیے گئے ہوں، حقوق تلف کیے گئے ہوں، مسجد کھودے گئے ہوں
خانہ کعبہ میں آگ لگائی جاوے مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے جاوے قبر
فرزند رسول امام حسین کو پانی میں غرق کرنے کی کوشش کی ہو ورنہ انور کھودا
جاوے زیارتوں سے ان مظلوموں کی شیعہ منع کیے جاوے پھلی تاریکیوں
پڑھو۔ باوجود ان مظالم کے کبھی انھوں نے کسی کا مقابلہ نہیں کیا صبر و شکر سے
کام لیا اپنی عملی حالتوں سے بنی اسرائیل کی سیرت کی تاسی کا اظہار کر دیا۔
پس سلطنت موجودہ میں اونپر کیا ظلم و جبر ہے جس سے شیعہ سرکشی کر رہے
وفاداری اور نمک حلائی شیعوں کا طبعی خاصہ ہے۔

یہ وہی مذہب ہے جس کی نسبت شیعہ میں بھی وفاداری کی بغاوت کا شہرہ
نہیں ہوا ہے۔ شیعہ مذہب میں کوئی سلطنت مذہبی نہیں ہے گو شیعہ مذہب
کی بھی ہواؤں کے نزدیک شیعہ ہندو عیسائی سب یکساں ہیں شیعوں میں مذہبی
سلطنت وہی ہے جو اہل کے رسول اور اللہ اظہار کی ہو یعنی ناموسی سلطنت
شیعوں میں سلطنت و حکومت کی خواہش مذہب کے روت باعث عزت
نہیں بلکہ اون کا مذہب اور یہی پابندی مذہب اون کی عزت ہے وہ
اپنے رسول کے ارشاد سے سبق لیتے ہیں اور اپنے اماموں کی سیرت کی پیروی
کرنے کو اپنا شرف سمجھتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہوا ہے **وَعِظَا فُقَرَاؤُنَ کَی سَی زَنَدَ گَی عَطَا کَر اور فقیروں**
کی سی موت عطا کر اور حشر کر تو میرا زمرہ فقرا میں۔
اور ارشاد ہوا ہے **وَعِظَا فُقَرَاؤُنَ کَی سَی زَنَدَ گَی عَطَا کَر اور فقیر**

جس قوم کا مذہب یہ خیال ہو اور جو کبھی آرزو مند سلطنت و حکومت نہ ہو وہ
کیا سرکشی کر سکتی ہے بلکہ یہ وہ مذہب ہے جس کو سلطنت و حکومت دُنیا
کی سخت ممانعت ہے۔

کتاب من لا یخفہ الفقیہ جلد ۳ مصنف شیخ صدوق ۴ المتوفی ۳۳۱ ۵ ہجری میں

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے منقول ہے فرمایا: ”حکومت سے پرہیز کر کیونکہ حکومت حق ہے امام کا جو کہ فیصلہ کرنے کے احکام کا جائز بنے والا ہو اور مسلمانوں میں عادل ہو مثل نبی یا وصی نبی کے“

اور جناب امیر علیہ السلام نے قاضی شریح سے فرمایا: ”اے شریح تو ایسی مجلس میں بیٹھا ہے جس میں نہیں بیٹھتا مگر نبی یا وصی نبی یا شقی“

مطلب یہ ہے کہ سوائے نبی یا وصی نبی کے کسی کے لیے حکومت زیبا نہیں اور اگر کوئی حکومت اختیار کرے تو وہ شقی ہے پس دنیاوی سلطنت جب خبیثہ مذہب میں مذہبی سلطنت نہیں ہے تو اون کے نزدیک سب سلطنتیں برابر ہیں اور جو بادشاہ اون پر حکمران ہو اس کو اپنا دنیاوی بادشاہ تسلیم کر لینے میں انکار نہیں رکھتے۔ یہ کوئی زبانی بات نہیں ہے بلکہ اہل ان کے لیے مذہبی ہدایت ہے۔

کتاب من لا یحضرہ الفقیہ مصنفہ شیخ صدوق رحمہ اللہ المتوفی ۳۲۱ھ ہجری جلد ۳ میں لکھتے ہیں: ”امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا جب تم حکام جوہر کے محکوم ہو تو اس وقت اون کے احکام کی پابندی کرو ہر نزاع اور جھگڑا میں اور مخالفت کر کے اپنے کو مستوجب قتل نہ بناؤ۔ اور اگر ہماری احکام (شرع) کے موافق معاملہ کرو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے“

ہمارے اس کل بیان کا ملخص یہ ہے کہ غلط فہمیوں سے جو اس وقت اسلام و عیسائیت میں تفرقہ ہے یہ برطرف ہونا چاہیے اور اس کی کوشش کرنا چاہیے کہ اتحاد ہو بھائی بھائی کو پہچانے پرانی لڑائی جھگڑے کا فیصلہ ہو کر سب شیرو شکوہ ہو جاویں۔ اور اس اصلاح کا بنیادی پتھر خدا کے نام سے بن رکھنا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ دونوں فرقہ اپنی عمارت اٹھانے کی کوشش کریں اور مذہب کے تمام مشنری فرق دیکھ لیں کہ اسلام و عیسائیت میں تفرقہ نہ ڈالیں بلکہ جس طرح سے خدا نے ان دونوں کو ایک باپ کی اولاد بنا یا ہے اس طرح

ان کے اخلاق اطوار عادات شریعت کا باہم میل و اتفاق دکھا کر اتحاد قائم کرو۔ اور ہم دونوں قوموں عیسائی اور مسلمانوں کو حضرت عیسیٰ کا یہ قول یاد رکھنا اور اس پر عمل کرنا چاہیے کہ ”جس سلوک کے تم اور آدمیوں سے متوقع ہو تم کو بھی اسی طرح سے ادن کے ساتھ سلوک کرنا چاہیے۔ پس تم ایسی کوشش کرو خدا برکت دینے والا ہے آمین ثم آمین۔“

استدعا

حضرات۔ ہمارے منشاء پورا کرنے میں آپ سب ملکر ضرور ہاتھ بٹاؤ گے اور ہماری رائے پر آپ ضرور رپو کریں گے۔ تاکہ ہم کو آئندہ موقع دیگر مضامین کے لکھنے اور ان تدابیر کے سوچنے کا حاصل ہو جو ہمارے منشاء کے پورا کرنے میں مددگار ہوں جس سے ہم آپ کو بھی مطلع کر کے مشورہ حاصل کر سکیں۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

سراقم سید احمد معین العلماء علامہ ہندی بن شمس العلماء مولوی سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد مرحوم۔ لکھنؤ ڈیوٹی آغا میر۔

Handwritten text in a cursive script, likely Persian or Urdu, spanning the upper half of the page. The text is faint and mostly illegible due to fading and bleed-through from the reverse side.

